۲۶ شوّالُ المکرم ۱۴۴۱ھ کو ہونے والے مدنی مذاکرے کا تحریری گلدستہ

ملفوظاتِ امیرِ اہلِ سنّت (قسط: 51)

جہنّم میں کون سے پتھر جائیں گے اور کیوں؟

ملفوظات:

شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت، بانیِ دعوتِ اسلامی، حضرتِ علّامہ مولانا ابو بلال

محمد الیاس عطّار قادِری رَضَوی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ

پیشکش:

مجلس المدینۃ العلمیہ (دعوتِ اسلامی)

(شعبہ فیضانِ مدنی مذاکرہ)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَ الصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ ط

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ط بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

جہنَّم میں کون سے پتھر جائیں گے اور کیوں؟[1]

شیطان لاکھ سُستی دِلائے یہ رِسالہ (۲۹صفحات) مکمل پڑھ لیجئے اِنْ شَآءَ اللّٰہ معلومات کا اَنمول خزانہ ہاتھ آئے گا۔

دُرُود شریف کی فضیلت

فرمانِ مُصطفےٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم: جسے یہ پسند ہو کہ اللہ پاک کی بارگاہ میں پیش ہوتے وقت اللہ پاک اس سے راضی ہو اسے چاہیے کہ مجھ پر کثرت سے دُرُود شریف پڑھے۔[2]

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

جہنم میں کون سے پتھر جائیں گے اور کیوں؟

سُوال: جہنَّم میں پتھر بھی جائیں گے اور انسان بھی، پتھروں کا کیا قصور ہے وہ جہنم میں کیوں جائیں گے؟

جواب: جہنم میں وہ پتھر جائیں گے جن کی دُنیا میں پوجا کی جاتی رہی ہو گی۔[3] چونکہ کُفّار ان پتھروں کو پوجتے تھے، ان کو اپنے نفع و نقصان کا مالک سمجھتے تھے اور خُدا مانتے تھے تو ان پتھروں کو جہنم میں ڈال کر کفار کو حسرت دِلائی جائے گی کہ جن کو تم خُدا سمجھتے تھے آج وہی آگ میں تمہارے ساتھ ہیں، یہ تو اپنے آپ کو بھی نہیں بچا پا رہے تمہیں کیا بچائیں گے۔ البتہ پتھروں کو تکلیف نہیں ہو گی کیونکہ وہ تو پتھر ہی ہوں گے۔[4]

---

1 ...... یہ رِسالہ ۲۶ شَوَّالُ الْمُکَرَّم ۱۴۴۰ھ بمطابق 29 جون 2019 کو عالمی مَدَنی مَرکز فیضانِ مدینہ باب المدینہ (کراچی) میں ہونے والے مَدَنی مذاکرے کا تحریری گلدستہ ہے جسے اَلْمَدِیْنَۃُ الْعِلْمِیَّۃ کے شعبے "فیضانِ مَدَنی مذاکرہ" نے مُرتَّب کیا ہے۔ (شعبہ فیضانِ مَدَنی مذاکرہ)

2 ...... فردوس الاخبار، باب المیم، ۲/ ۲۸۴، حدیث: ۶۰۸۳ دار الفکر بیروت

3 ...... تفسیر ابن کثیر، پ۱، البقرۃ، تحت الآیۃ: ۲۴، ۱/ ۱۱۱ دار الکتب العلمیۃ بیروت

4 ...... تفسیر قرطبی، پ۱۷، الانبیاء، تحت الآیۃ: ۹۸، ۶/ ۲۰۳ دار الفکر بیروت

اِنسان کو کس چیز سے پیدا کیا گیا؟

سُوال: اِنسان کو کس چیز سے پیدا کیا گیا ہے؟

جواب: اِنسان کی تخلیق مٹی سے ہوئی ہے کہ حضرتِ سَیِّدُنا آدم عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام مٹی سے پیدا کیے گئے اور قرآنِ کریم میں اس کا تذکرہ بھی موجود ہے چنانچہ جب شیطان کو حضرتِ سَیِّدُنا آدم عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا تو اس نے تَکَبُّر کیا اور سجدہ کرنے سے اِنکار کرتے ہوئے کہا: ﴿خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ وَّ خَلَقْتَهٗ مِنْ طِیْنٍ ۝۷۶﴾

(پ۲۳، صٓ: ۷۶) ترجمۂ کنزالایمان: تونے مجھے آگ سے بنایا اور اسے مٹی سے پیدا کیا۔

اِحرام اور کفن کس رنگ کا ہونا چاہیے؟

سُوال: اِحرام اور کفن سفید رنگ کا پہننا چاہیے یا کسی رنگ کا بھی پہن سکتے ہیں؟

جواب: اِحرام اور کفن سفید رنگ کا افضل ہے[1] البتہ اگر کسی دوسرے رنگ کا استعمال کیا تو بھی جائز ہے جبکہ ممانعت کی کوئی اور وجہ نہ ہو۔ چونکہ ہمارے یہاں اِحرام اور کفن سفید رنگ کا رائج ہے اور افضل بھی یہی ہے تو اس لیے کسی اور رنگ کا اِستعمال کرنے سے عوام میں باتیں بنیں گی، غلط فہمیاں پیدا ہوں گی اور یوں تنفیرِ عوام کی صورتیں بھی سامنے آئیں گی لہٰذا اِحرام اور کفن سفید رنگ کا ہی اِستعمال کرنا چاہیے۔

تہجد میں آنکھ کھلنے کا طریقہ

سُوال: تہجد میں آنکھ کھل جائے اس کا کوئی طریقہ اِرشاد فرما دیجیے۔

جواب: تہجد میں آنکھ کھلنے کے لیے عشا کی نماز کے بعد جلدی سوئیں اور اگر جلدی سونے کے باوجود بھی آنکھ نہیں کھلتی تو گھڑی میں الارم سیٹ کر لیں بلکہ اب تو موبائل فون میں بھی الارم کی سہولت ہوتی ہے یا پھر کسی کو کہہ دیں کہ وہ تہجد کے لیے جگا دے اور اس کے ساتھ ساتھ رات کو کھانا کم کھائیں کہ زیادہ کھانے سے گہری نیند آتی ہے تو یوں اگر کوششیں کریں گے اور تہجد پڑھنے کا جذبہ ہو گا تو آنکھ کھل جائے گی۔ اب اگر کوئی تہجد کی نیت کر کے سویا تھا اور اس نے اُٹھنے کی

---

1 ...... فتاویٰ رضویہ، ۱۰/ ۷۳۱ رضا فاؤنڈیشن لاہور - بہارِ شریعت، ۱/ ۸۱۸، حصّہ: ۴ مکتبۃ المدینہ کراچی

کوشش بھی کی مگر آنکھ نہ کھل سکی تو اِنْ شَآءَ اللہ نیت کا ثواب اسے مل جائے گا۔

حرام جانوروں کی ہڈیوں سے بنی تسبیح اِستعمال کرنا کیسا؟

سُوال: اگر حرام جانوروں کی ہڈیوں سے تسبیح بنائی جائے تو کیا اس سے اَوراد و غیرہ پڑھ سکتے ہیں؟

جواب: خنزیر کے بال، گوشت، ہڈی وغیرہ ہر چیز ناپاک ہے[1] البتہ اس کے علاوہ دِیگر حرام جانور اور وہ حلال جانور جو مُردار ہوگئے ہوں ان کی ایسی ہڈی جس پر کسی قسم کی رطوبت یعنی چکناہٹ اور گوشت باقی نہ رہا ہو اور وہ بالکل خشک ہو گئی ہو وہ پاک ہے مگر اسے کھانے کی اِجازت نہیں ہے۔[2] اگر کسی نے اس طرح کی پاک ہڈی کی تسبیح بنائی تو جائز ہے لیکن حرام جانوروں کی ہڈیوں سے تسبیح بنانے پر لوگوں میں نفرتیں پھیلیں گی اور باتیں بنیں گی مثلاً اگر کسی نے کتے کی ہڈی کی تسبیح بنائی تو لوگ بُرا بھلا کہیں گے اور حضرتِ سَیِّدُنا امام شافعی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ کے ماننے والوں کے یہاں تو کتا بھی خَبِیْثُ الْعَیْن ہے[3] لیکن حنفیوں کے نزدیک خَبِیْثُ الْعَیْن نہیں۔ یوں ہی اگر کسی اور گندے جانور کی ہڈی کی تسبیح بنائی تو لوگ پسند نہیں کریں گے لہٰذا اس سے بچنا چاہیے۔ البتہ جن جانوروں کی ہڈی سے لوگ گِھن نہیں کھاتے ان کی ہڈیوں سے تسبیح بنانے میں کوئی حرج نہیں مثلاً ہاتھی اگرچہ یہ حرام جانور ہے بلکہ حضرتِ سَیِّدُنا امام محمد رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ کے نزدیک نَجِسُ الْعَیْن بھی ہے[4] مگر حضرتِ سَیِّدُنا امامِ اعظم ابو حنیفہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ کے نزدیک نَجِسُ الْعَیْن نہیں تو حرام جانور ہونے کے باوجود ہاتھی کے دانت کی چیزیں بنتی ہیں اور یہ قیمتی ہوتی ہیں بلکہ اس کے دانت کی نقالی ہوتی ہے اور اس سے ملتی جلتی مختلف چیزوں سے ڈیکوریشن اور سجاوٹیں کی جاتی ہے لہٰذا اگر کوئی واقعی اصل ہاتھی دانت کی تسبیح بنائے گا تو لوگ اس کو عیب نہیں سمجھیں گے بلکہ خوبی سمجھیں گے کہ ہاتھی دانت کی تسبیح ہے۔ بہرحال نَجِسُ الْعَیْن کے علاوہ باقی حرام جانوروں کی ایسی ہڈی جس پر کسی قسم کی رطوبت اور چکناہٹ باقی نہ رہی ہو اس سے تسبیح بنانا جائز ہے۔

---

1 ...... فتاویٰ رضویہ، ۴/ ۴۷۵ ماخوذاً

2 ...... فتاویٰ رضویہ، ۴/ ۴۷۵ ماخوذاً

3 ...... بحر الرائق، کتاب الطھارۃ، ۱/ ۱۸۲ کوئٹہ

4 ...... بحر الرائق، کتاب الطھارۃ، ۱/ ۱۸۱

گناہوں سے بچنے اور نیکیوں کی رَغبت پیدا کرنے کا طریقہ

سُوال: آج کل گناہ کو گناہ نہ سمجھنے کا مرض بڑھتا جا رہا ہے۔ لوگ مسجد، گھر اور بازار میں نزع، قبر، آخرت اور جہنم کی سختیوں اور عذابات کا ذِکر تو سُنتے ہیں لیکن اس کے باوجود ان میں گناہوں سے نفرت پیدا نہیں ہوتی اور نیکیوں کی طرف رَغبت نہیں بڑھتی۔ بے باکی اس قدر بڑھتی جا رہی ہے کہ لوگ جہاں بھی ہوں اور جیسے بھی ہوں ان میں سے جس کا گناہ کرنے کا دِل چاہے وہ کر لیتا ہے۔ یہ حالات دیکھ کر دِل بہت کڑھتا ہے اور یہ ذہن بنتا ہے کہ جس کو نیکی کی دعوت دی جائے وہ نیک بن جائے مگر بعض اوقات سامنے سے طنز و مزاح دیکھنے میں آتا ہے تو اس حوالے سے راہ نمائی فرما دیجیے۔

جواب: ایسا نہیں ہے کہ مسلمان گناہ کو گناہ نہیں سمجھتے بلکہ گناہوں کی طرف ان کی توجہ نہیں ہوتی اور وہ اس طرح بے باکی کے ساتھ گناہ کر رہے ہوتے ہیں کہ گویا گناہ کو گناہ نہیں سمجھتے حالانکہ وہ گناہ کو گناہ سمجھ رہے ہوتے ہیں کیونکہ گناہ کو گناہ نہ سمجھنا بعض صورتوں میں کُفر ہے۔[1] آج کل لوگ دلیری کے ساتھ گناہ کر رہے ہیں اور نیکیوں کی طرف ان کی رغبت نہیں ہے اور یہ سب نفس و شیطان کی شرارتوں کی وجہ سے ہے۔ یاد رکھیے! گناہ کُفر کے قاصد یعنی نمائندے ہیں۔ ہم پر نفس و شیطان کا غلبہ ہو چکا ہے جس کے باعث ہم گناہوں میں پڑے ہوئے ہیں تو گناہوں سے بچنے کے لیے ہمیں گناہوں کی ہلاکت خیزیوں کا علم ہونا چاہیے اور مُہلِکات یعنی جو گناہ بندے کو ہلاک اور تباہ کرنے والے ہیں ان کے بارے میں بھی پتا ہونا چاہیے کیونکہ جو گناہوں کی تباہ کاریوں سے باخبر ہو گا اسے گناہوں کا اِحساس ہو گا اور پھر وہ بچنے کی کوشش بھی کرے گا۔ عام طور پر گناہوں کی معلومات نہیں ہوتیں تو یوں بھی بندہ گناہوں میں پھنستا چلا جاتا ہے۔ اسی طرح مُنْجِیَات یعنی نجات دِلانے والے اَعمال کی بھی اتنی معلومات نہیں ہوتیں جس کی وجہ سے بندہ نیکیوں کے بارے میں بھی غفلت کا شکار ہوتا ہے لہٰذا نیکیوں کی بھی معلومات حاصل کریں اور پھر ایسے لوگوں کی صحبت اِختیار کریں کہ جن کی باتوں سے اللہ پاک کا خوف، گناہوں سے نفرت، فکرِ آخرت اور نیکیوں کی طرف رَغبت بڑھے مگر اب ایسی صحبتیں بھی کمیاب یعنی بہت کم رہ گئی ہیں اور بُری صحبتیں جو گناہوں پر اُبھارنے اور گناہوں پر حوصلہ افزائی کرنے والی ہیں بہت

---

1 ...... فتاویٰ رضویہ، ۱۸/ ۶۲۲ ماخوذاً

زیادہ ہیں یہاں تک کہ گھر میں بھی بُری صحبتیں مُیَسَّر ہیں اور کئی گھر ایسے ہیں جن میں گھر والے نیکی سے روکتے اور گناہوں پر اُبھارتے ہیں مثلاً بیٹی چاہتی ہے کہ پَردہ کرے مگر ماں باپ رکاوٹ بن جاتے ہیں یا بیٹا چاہتا ہے کہ پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سنَّت داڑھی شریف اپنے چہرے پر سجائے تو ماں باپ اور بہن بھائی رکاوٹ بن جاتے ہیں، اگرچہ یہ ماحول ہر گھر میں نہیں ہے لیکن ایک تعداد ہے جن کے گھروں میں اِس طرح کا ماحول ہے۔ اِسی طرح اگر بیٹا نماز پڑھے گا تو بولیں گے: کیا سارا دِن نماز ہی پڑھتا رہے گا؟ اور اگر وہ تہجد کے لیے اُٹھے گا تو کہیں گے: رات کو اُٹھ اُٹھ کر وَظیفے پڑھتا ہے پاگل ہو جائے گا تو یوں مَعَاذَ اللہ نمازوں، تہجد اور دِیگر نوافل سے گھر والے روکتے ہیں اور پھر مثالیں بھی دیتے ہیں کہ دیکھو! فلاں کا دماغ ہٹ گیا اور فلاں کا دماغ ایسا ہو گیا۔ گویا روڈوں پر جتنے پاگل پھر رہے ہوتے ہیں وہ سب کے سب مَعَاذَ اللہ نمازیں اور دُرُود شریف پڑھ کر پاگل ہوئے ہیں۔ مَعَاذَ اللہ شیطان نے لوگوں پر ایسا داؤ مارا ہے کہ اَلْاَمان، اَلْاَمان! آپ مَدَنی اِنعامات کے مطابق عمل کریں اور رات کو غور و فکر کر کے مَدَنی اِنعامات کا رِسالہ پُر کرنے کی عادت بنائیں اور ہر اسلامی ماہ کی پہلی تاریخ کو اپنے ذِمَّہ دار کو جمع کروائیں اور عاشقانِ رَسُول کے ساتھ مَدَنی قافلوں میں سفر کی سعادت حاصل کریں اِنْ شَآءَ اللہ نیکیوں سے محبت اور رَغبت پیدا ہو گی اور گناہوں سے نفرت اور بچت کا سامان ہو گا۔

سرورِ دیں لیجئے اپنے ناتوانوں کی خبر
نفس وشیطاں سیدا کب تک دباتے جائیں گے (حدائقِ بخشش)

مولانا سے شادی نہ کرنے کا مشورہ دینا کیسا؟

سُوال: جو لوگ یہ کہتے ہوں کہ مولانا سے شادی نہیں کرنی چاہیے، یہ مارتے بہت ہیں اور بہت سخت ہوتے ہیں۔ ایسوں کو کس طرح سمجھایا جائے؟ (سوشل میڈیا کے ذَریعے سُوال)

جواب: جس بات کا سر پیر نہ ہو اس کا کیا جواب دیا جائے؟ اگر مولانا مارتے ہیں تو مُنڈا انا مار کر اور دھکے دے کر گھر سے نکال دیتے ہیں تو ان کا کیا کیا جائے؟ اسی طرح مُنڈا انا جاگیر کی خاطر ماں باپ کو مار ڈالتے ہیں جبکہ کسی مولانا نے جاگیر کی خاطر اپنے ماں باپ کو نہیں مارا ہو گا۔ یاد رَکھیے! میں نے لفظِ مولانا کے مقابلے لفظِ مُنڈا انا بولا ہے اگرچہ یہ لغت کا لفظ نہیں ہے۔

روٹیوں کو چُھری سے کاٹنا کیسا؟

سُوال: شادی بیاہ کے موقع پر روٹیوں کو چُھری سے کاٹا جاتا ہے کیا یہ دُرست ہے؟

جواب: شادی بیاہ کے موقع پر غالباً تافتان اور نان وغیرہ چُھری سے کاٹ کر چار ٹکڑے کر کے مہمانوں کو پیش کیے جاتے ہیں، اگر چُھری سے ٹکڑے نہ کریں تو کیا قینچی سے کریں؟ گوشت بھی تو چُھری سے ہی کٹتا ہے اور جانور بھی چُھری سے ہی ذَبح ہوتا ہے۔ جب اس پر کسی کو اِعتراض نہیں تو پھر روٹی کو چُھری سے کاٹنے پر کیا مسئلہ ہے؟ شادی میں چونکہ تھوڑا ٹیپ ٹاپ ہوتا ہے اور یہ ٹیپ ٹاپ ناجائز بھی نہیں۔ اگر روٹی کو ہاتھ سے توڑیں گے تو صفائی میں خلل پڑے گا جبکہ چُھری سے کاٹنے میں صفائی زیادہ رہے گی لہٰذا مہمانوں کو زیادہ صفائی والے طریقے سے کھانا پیش کرنا اچھا ہے۔ (اِس موقع پر نگرانِ شُوریٰ نے فرمایا:) تافتان وغیرہ روٹیوں کو کسی ڈش یا ٹرے پر رکھ کر چُھری سے کاٹا جاتا ہے جس کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ کاٹنے کے دَوران روٹیوں کے ذَرّات اسی برتن میں گِرتے ہیں اور یوں ضائع ہونے سے بچ جاتے ہیں جبکہ ہاتھ سے توڑنے میں ان ذَرّات کے ضائع ہونے کا اندیشہ زیادہ ہے۔ (امیرِ اہلِ سُنَّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے اِرشاد فرمایا:) روٹیوں پر تِل بھی لگوائے جاتے ہیں جو کہ روٹی توڑتے وقت اِدھر اُدھر بکھر جاتے ہیں لہٰذا میرا مشورہ یہی ہے کہ روٹیوں پر تِل نہ لگوائے جائیں اور ویسے بھی یہ تِل خوبصورتی کے لیے ڈالے جاتے ہیں۔

کیا رات کو کچی پیاز کھانا نقصان دہ ہے؟

سُوال: ہم نے سُنا ہے کہ رات کو پیاز نہیں کھانا چاہیے لیکن جب ہم رات میں ہوٹل پر کھانا کھانے جاتے ہیں تو ہوٹل والے سلاد کے ساتھ پیاز بھی دیتے ہیں اور اگر ہم پیاز نہیں کھاتے تو وہ اُٹھا کر کچرے میں ڈال دیتے ہیں تو کیا رات کو پیاز کھانا نقصان دہ ہے؟

جواب: رات کو پیاز کھانے سے نقصان ہوتا ہے ایسا کچھ میری معلومات میں نہیں ہے البتہ رات ہو یا دِن کچی پیاز کھانے سے بچنا اچھا ہے کیونکہ اس سے مُنہ میں بدبو ہو جاتی ہے۔ پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ایسی سبزیاں جن سے بدبو آتی ہے کچی نہیں کھاتے تھے لیکن انہیں کھانا جائز ہے۔ یاد رکھیے! نماز کے وقت مُنہ صاف ہونا ضَروری ہے لہٰذا اگر یہ سبزیاں

ایسے وقت میں کھائیں کہ منہ میں بدبو ہے تو مسجد کا داخلہ حرام ہے اور منہ میں بدبو کی حالت میں گھر میں نماز پڑھنا بھی مکروہ ہے۔[1] نیز اس طرح کی بدبودار چیزیں کھاتے ہوئے بِسْمِ اللہ پڑھنا منع ہے۔[2] ہم کھانا کھاتے ہوئے یَاوَاجِدُ اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہ پڑھتے ہیں تو کچی پیاز اور کچا لہسن جیسی چیزیں کھاتے ہوئے یہ بھی نہ پڑھا جائے، اگرچہ یہ پڑھنا گناہ نہیں ہے لیکن بچنا اچھا ہے کہ منہ بدبودار ہے۔

ہزار بار بِشُوْیَم دہن بہ مُشک و گلاب

ہنوز نامِ تُو گُفْتَن کمالِ بےادبی اَسْت

یعنی میں اپنے منہ کو ہزار مرتبہ مشک و گلاب سے دھولوں تب بھی میرا منہ اس قابل نہیں ہوگا کہ میں اللہ پاک اور رَسُوْلُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا نام اس سے لے سکوں۔ اس شعر میں شاعر نے اپنی محبت کا اِظہار کیا ہے ورنہ حقیقت میں ہزار بار مشک و گلاب سے منہ دھونا مُراد نہیں ہے تو جب ہم اپنا منہ کتنا ہی صاف اور خوشبودار کرلیں پھر بھی ہمارا منہ اس قابل نہیں ہوسکتا کہ ہم اللہ پاک اور رَسُوْلُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا نام لے سکیں تو اب کچی پیاز اور کچا لہسن کھا کر یہ نام لینا خلافِ اَدب ہے اس لیے کچی پیاز اور کچا لہسن وغیرہ نہ کھایا جائے۔

یاد رکھیے! شعر کے اِس حصے "ہزار بار بشویم دہن بہ مشک و گلاب" میں اللہ پاک اور رَسُوْلُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی عظمت کا بیان ہے تو اب ایسا نہیں کہ کوئی اللہ پاک اور رَسُوْلُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا نام لینا ہی چھوڑ دے کہ میرا منہ گندا ہے البتہ سچی بات یہی ہے کہ ہمارا منہ اللہ پاک کا نام لینے کے قابل ہو ہی نہیں سکتا مگر یہ اس کا کرم ہے کہ اس نے ہمیں اپنا نام لینے کی توفیق دی ہے۔

کیا دِل میں ذِکر کرنے سے ذِکر مانا جائے گا؟

سُوال: اگر کوئی دِل میں ذِکر کرے جس کی آواز اس کے کان نہ سُن سکیں تو کیا وہ ذِکر مانا جائے گا جبکہ وہ ریاکاری سے

---

1 ...... فتاویٰ رضویہ، ۷/ ۳۸۴

2 ...... ردالمحتار، مقدمۃ، ۱/ ۳۸ دار المعرفۃ بیروت

بچنے کی غرض سے ایسا کر رہا ہو؟

جواب: کیا ایسا شخص ریاکاری سے بچنے کے لیے نماز بھی گھر میں پڑھ لیا کرے؟ اگر ایسا ہے تو مسجدوں کا کیا کریں گے؟ جماعت سے نماز کون پڑھے گا؟ اَحادیثِ مبارکہ میں تو یہاں تک آیا ہے کہ اللہ پاک کا ذِکر اس قدر کرو کہ لوگ تمہیں ریاکار کہنے لگیں۔[1] یاد رکھیے! رِیا کا تعلق دِل سے ہوتا ہے اور رِیا سے بچنے کے لیے عمل کو ترک کر دینا یہ بھی رِیا ہے[2] لہٰذا عمل ہرگز ترک نہ کریں بلکہ رِیا کا مقابلہ کر کے اسے ترک کریں۔ دِل سے ذِکر کرنے کا اپنا ایک الگ طریقہ ہے جسے ذِکْر بِالْقَلْب کہا جاتا ہے ورنہ جس ذِکر کو پڑھنا کہتے ہیں تو اس کے لیے ضَروری ہے کہ اتنی آواز سے پڑھے کہ کوئی رکاوٹ نہ ہو تو کم از کم اس کے اپنے کان سُن لیں اس لیے جو ذِکر پڑھنے کی صورت میں ہوتا ہے مثلاً نماز کے بعد 33 بار سُبْحٰنَ اللہ، 33 بار اَلْحَمْدُ لِلّٰہ اور 34 بار اَللّٰہُ اَکْبَر یا اَللّٰہُ اَکْبَر بھی 33 بار اور آخر میں چوتھا کلمہ، اسی طرح آیَۃُ الْکُرْسِی اور قرآنِ پاک کی تلاوت بھی ذِکر ہے تو یہ سب اسی صورت میں پڑھنا کہلائیں گے کہ جب ہم ان کو اتنی آواز سے پڑھیں کہ ہمارے اپنے کان سُن لیں۔ نیز نماز میں جس قدر قرآنِ کریم پڑھنا فرض ہے اس قدر قرآنِ کریم اتنی آواز سے پڑھنا فرض ہے کہ اپنے کان سُن لیں ورنہ تو نماز ہی نہیں ہو گی۔ ہاں اگر کوئی بہرا ہے یا شور شرابا ہو رہا ہے اور اس نے اتنے تلفظ ادا کیے کہ اگر یہ شور شرابا نہ ہوتا تو کان سے سُن لیتا تب تو حرج نہیں ہے[3] کیونکہ شور کی وجہ سے کان میں آواز نہیں پہنچی ورنہ اس نے تو اپنے طور پر آواز نکالی ہے۔

کیا مُرشِد کے اِنتقال کے بعد کسی دوسرے پیر سے بیعت کر سکتے ہیں؟

سُوال: اگر کسی کے پیر و مُرشِد دُنیا سے پَردہ فرما گئے ہوں تو کیا وہ کسی دوسرے پیر و مُرشِد سے بیعت ہو سکتا ہے؟

جواب: پیر اگر کامل ہو تو وفات کے بعد بھی اس کا فیض جاری ہوتا ہے لہٰذا اب دوسرا پیر پکڑنے کی ضَرورت نہیں ہے

---

1 ...... کنز العمال، کتاب الاذکار، الباب الاول فی الذکر وفضیلتہ، الجزء:١، ١/٢٢٤، حدیث:١٨٩٣-١٨٩٤ دار الکتب العلمیۃ بیروت

2 ...... احیاء العلوم، کتاب ذم الجاہ والریاء، بیان الرخصۃ فی کتمان الذنوب...الخ، ٣/٣٩٥ دار صادر بیروت-احیاء العلوم (مترجم)، ٣/٩٥٢ مکتبۃ المدینہ کراچی

3 ...... بہارِ شریعت، ١/٥١١، حصہ:٣

البتہ اگر کوئی دوسرا پیر جامع شرائط ہو تو اس سے بیعتِ برکت ہو سکتی ہے جسے ہم طالب ہونا بولتے ہیں تو طالب ہو سکتا ہے مُرید ایک ہی کار ہے۔

صَلٰوۃُ التَّوْبَہ کب پڑھنی چاہیے؟

سُوال: صَلٰوۃُ التَّوْبَہ کی نماز دِن میں پڑھنی چاہیے یا رات میں؟

جواب: مکروہ اوقات کے علاوہ جب چاہیں صَلٰوۃُ التَّوْبَہ پڑھ سکتے ہیں۔صَلٰوۃُ التَّوْبَہ کی نماز نہیں کہنا چاہیے کیونکہ "صَلٰوۃ" کے معنٰی نماز ہیں تو "صَلٰوۃُ التَّوْبَہ" کے معنٰی توبہ کی نماز ہیں۔ ممنوع اوقات میں صَلٰوۃُ التَّوْبَہ نہیں پڑھ سکتے مثلاً عصر کے فرض پڑھ لیے تو اب نہیں پڑھ سکتے، اسی طرح صبحِ صادق سے لے کر طلوعِ آفتاب کے دَرمیان نہیں پڑھ سکتے کہ صَلٰوۃُ التَّوْبَہ نفل ہے (اور ان اوقات میں نفل پڑھنا منع ہے)۔

کیا مچھلی کھانا اور کانچ کے برتن میں پانی پینا سنَّت ہے؟

سُوال: کیا کانچ کے برتن میں پانی پینا سنَّت سے ثابت ہے؟ نیز کیا مچھلی کھانا بھی سنَّتِ مُبارکہ ہے؟

جواب: کانچ کے برتن میں پانی پینا آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے ثابت ہے۔[1] (اس موقع پر امیرِ اہلِ سنَّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے قریب بیٹھے ہوئے مفتی صاحب نے فرمایا:) قَوارِیر کے الفاظ موجود ہیں لیکن اس پر سنَّت کے اِطلاق میں کلام ہے باقی حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے کانچ کا برتن اِستعمال کرنا ثابت ہے۔(امیرِ اہلِ سنَّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے اِرشاد فرمایا:) مچھلی کھانا بھی سرکار صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے ثابت ہے۔[2] یاد رہے کہ پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے جو عمل ایک آدھ بار کیا ہو اسے سنَّت نہیں کہیں گے[3] ثابت کہیں گے۔ اب سرکار صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مچھلی بار بار اِستعمال فرمائی یہ مجھے پتا نہیں ہے البتہ اتنا پتا ہے کہ ایک بار جَیْشُ الْخَبَط کے موقع پر حضرتِ سَیِّدُنا اَبُو عُبَیْدَہ بن جَرّاح رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے عنبر نامی ایک بہت بڑی مچھلی پائی جو کہ ٹیلے کی طرح تھی، وہ اتنی بڑی تھی کہ بیل جتنے اس کے گوشت کے ٹکڑے بنائے

1. سبل الھدی والرشاد، جماع ابواب آلات بیتہ، الباب الرابع فی آنیتہ واثاثہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم، ۷/ ۳۶۱ دار الکتب العلمیۃ بیروت
2. بخاری، کتاب المغازی، باب غزوۃ سیف البحر...الخ، ۳/ ۱۲۸، حدیث: ۴۳۶۲ دار الکتب العلمیۃ بیروت
3. فتاوی رضویہ، ۸/ ۱۰۸ ماخوذاً

گئے اور جب اس کی ہڈیاں کھڑی کی گئیں تو اونٹ سُوار اس کے نیچے سے گزر جاتا تھا۔ حضرتِ سَیِّدُنا اَبُو عُبَیْدَہ بن جَرّاح رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اس مچھلی کا گوشت مدینے شریف لائے اور سرکار صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں پیش کیا تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان سے وہ گوشت لے کر اسے نوازا اور اپنا منہ چومنے کے اِجازت دی یعنی اسے کھایا[1] تو یوں سرکار صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے مچھلی کھانے کا مجھے پتا ہے اس کے علاوہ کوئی اور رِوایت یاد نہیں اس لیے جب تک کنفرم نہ ہو جائے مچھلی کھانے کے بارے میں لفظِ سنّت نہ کہا جائے بلکہ ثابت کہا جائے۔

عورت کا جہری نمازوں میں بلند آواز سے قراءت کرنا کیسا؟

سُوال: کیا عورت جہری نمازوں میں بلند آواز سے قراءت کر سکتی ہیں؟

جواب: نمازیں چاہے سِری ہوں یا جہری عورت آہستہ قراءت کرے گی جیسا کہ علامہ شامی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ نے رَدُّ الْمُحتار میں یہ مسئلہ لکھا ہے کہ عورت بلند آواز سے قراءت نہیں کر سکتی۔[2] البتہ تلفظ اتنی آواز سے ادا ہونا چاہیے کہ شور شرابا کوئی رکاوٹ نہ ہو تو اپنے کانوں سے سُن سکے۔[3]

ڈاکٹر، پروفیسر اور افسران دِین کا کام کس طرح کر سکتے ہیں؟

سُوال: ہماری جب ڈاکٹرز، انجنیئرز، پی ایچ ڈی اسکالرز، فورسز اور اکاؤنٹ کی فیلڈ سے وابستہ افراد سے ملاقات ہوتی ہے تو ان میں سے بعض یہ چاہتے ہیں کہ ہمیں بھی دِین کی خدمت کرنی ہے اور اسی جذبے کے تحت آج یہ عالمی مدنی مرکز فیضانِ مدینہ میں ہونے والے تربیتی اِجتماع میں شریک ہیں تو آپ انہیں کچھ ایسے مَدَنی پھول عطا فرما دیجیے کہ جن پر عمل کر کے یہ اپنی زندگی میں نیکیوں کے کام کا سلسلہ بھی جاری رکھ سکیں۔ (نگرانِ شُوریٰ کا سُوال)

جواب: انہوں نے مَدَنی مرکز آنا چاہا تو یہ یہاں پہنچ گئے، اس کا مطلب ہے کہ اگر یہ کچھ چاہتے ہیں تو اُسے کر بھی سکتے ہیں۔ نہ تو یہ زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہیں اور نہ ہی یہ الگ مخلوق ہیں تو ان میں سے جو ڈاکٹر، افسر، پروفیسر اور لیکچرار

---

1 ...... مسلم، کتاب الصید و الذبائح، باب اباحة میتة البحر، ص ۸۲۴، حدیث: ۴۹۹۸ ملخصاً دار الکتاب العربی بیروت

2 ...... رد المحتار، کتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، فصل فی بیان تالیف الصلاة الی انتهائها، مطلب: فی اطالة الرکوع للجائی، ۲/۲۵۹ ماخوذاً

3 ...... درمختار مع رد المحتار، کتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، فصل فی القراءة، ۲/۳۰۸-۳۰۹ ملتقطاً دار المعرفة بیروت

لیول کے لوگ ہیں یہ تو زیادہ دین کا کام کر سکتے ہیں کیونکہ کئی لوگ ان کے ماتحت ہوتے ہیں اور ان کی عزت اپنے شاگردوں کے ساتھ ساتھ باہر بھی ہوتی ہے کہ جو بھی بڑے دَرجے کا آدمی ہوتا ہے لوگ اس کو مان اور عزت دیتے ہیں تو یوں یہ زیادہ کام کر سکتے ہیں۔ ڈاکٹر اپنے مَریضوں میں تو بہترین طریقے سے دِین کا کام کر سکتا ہے مثلاً ہر مریض کو کہتا رہے کہ نماز پڑھا کرو کیونکہ نماز میں شِفا ہے اور واقعی نماز میں شِفا ہے اور رِوایت میں یہ آیا ہے کہ نماز میں شِفا ہے۔[1] اسی طرح مَریضوں کو سنتوں پر عمل کرنے اور گناہوں سے بچنے کی تلقین کریں، اللہ پاک کی رضا کے لیے تین دِن کے مَدَنی قافلے میں سفر کرنے کا مشورہ دیں اور مَدَنی قافلے میں سفر کے دَوران امی ابو یا جو بھی بیمار ہے اس کے لیے دُعا کرنے کا کہیں کہ ایسی بہت سی مَدَنی بہاریں ہیں کہ مَدَنی قافلوں میں مانگی جانے والی دُعاؤں کی بَرَکت سے روز گار یا شِفا مل گئی۔ دُنیوی فوائد کے ساتھ ساتھ ثواب بھی اپنی جگہ پر موجود ہے تو یوں ڈاکٹرز وغیرہ بھی دِین کا کام کر سکتے ہیں اور انہیں کرنا بھی چاہیے کہ دعوتِ اسلامی سبھی کی ہے اور سبھی کو مل کر اللہ پاک کے دِین کی خدمت کرنی چاہیے۔

بخاری شریف کی حدیث میں میرے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم فرماتے ہیں: بَلِّغُوْا عَنِّیْ وَلَوْ آیَةً یعنی میری طرف سے پہنچا دو اگرچہ ایک ہی بات ہو۔[2] بہر حال جتنا ہو سکے ہمیں دِین کا پیغام پہنچانا ہے اور دِین کا کام کرنا ہے لہٰذا ڈاکٹرز وغیرہ بھی ہفتہ وار سنتوں بھرے اِجتماع میں حاضری دیں، مَدَنی مذاکرہ سنیں، مَدَنی چینل دیکھیں اور اپنے علاقے میں مَدَنی کاموں کی کوئی ذِمَّہ داری قبول کریں۔ مَدَنی کاموں کے لیے اپنی مصروفیات میں سے وقت نکالنا پڑے گا، جو اسلامی بھائی دعوتِ اسلامی کا مَدَنی کام کرتے ہیں ایسا نہیں کہ وہ سب فارغ ہیں اور دِین کا کام وہی کرے جو فارغ ہو بلکہ مَدَنی کام کرنے والے بھی نوکریاں کرتے ہیں، دُکانداریاں کرتے ہیں، تجارتیں کرتے ہیں اور اپنے اپنے طور پر مصروف ہوتے ہیں مگر اس کے ساتھ ساتھ دِین کے لیے بھی وقت نکالتے ہیں تو اسی طرح ڈاکٹرز صاحبان وغیرہ بھی ظاہر ہے اپنے اپنے شعبے میں ڈبل بارہ

---

1 ...... حضرتِ سیدنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ سے روایت ہے کہ میں نے نماز پڑھی اور پھر بیٹھ گیا تو نبیِ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: کیا تمہارے پیٹ میں درد ہے؟ میں نے عرض کی: جی ہاں! یا رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! ارشاد فرمایا: اُٹھو اور نماز پڑھو کیونکہ نماز میں شِفا ہے۔ (ابن ماجہ، کتاب الطب، باب الصلاۃ شفاء، ۴/۹۸، حدیث: ۳۴۵۸ دار المعرفۃ بیروت)

2 ...... بخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب ما ذکر عن بنی اسرائیل، ۲/۴۶۲، حدیث: ۳۴۶۱

گھنٹے تو مصروف نہیں ہوتے اور ان کو بھی کافی وقت ملتا ہے تو یہ اپنا فارغ وقت سوشل میڈیا اور گپ شپ میں گزارنے کے بجائے دِین کے کام میں صَرف کریں۔

اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ کا سنَّت پر عمل کرنے کا جذبہ

سُوال: کیا کھانے کے بعد میٹھا کھا سکتے ہیں؟

جواب: اگر میٹھا موجود ہو تو اول و آخر نمک یا نمکین اور اس کے دَرمیان میں میٹھا کھا لیا جائے۔ دَرمیان سے مُراد یہ نہیں کہ اگر کسی نے دو روٹیاں کھانی ہیں تو اب وہ ایک روٹی کھائے اور اس کے بعد میٹھا کھالے اور پھر آخر میں ایک روٹی کھالے بلکہ مُراد یہ ہے کہ تھوڑا سا نمک چکھ لے اس کے بعد میٹھا کھالے اور پھر اس کے بعد جتنا چاہے نمکین کھانا چاول وغیرہ کھائے تو یہ مُسْتَحَب اور اچھا ہے۔ کھانے کے اول و آخر نمک یا نمکین اِستعمال کرنے سے 70 بیماریاں دور ہوتی ہیں[1] اور یہ سنَّت بھی ہے۔[2] اگر کسی نے کھانے کے اول و آخر نمک یا نمکین نہیں کھایا تو وہ گناہ گار نہیں ہو گا لیکن اگر مُسْتَحَب اور سنَّت سمجھ کر کھائے گا تو ثواب پائے گا۔ میرے آقا اعلیٰ حضرت امامِ اہلِ سُنَّت مولانا شاہ امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ ایک بار اِعتکاف میں تھے تو آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ کی خدمت میں سحری میں کھانے کے لیے فیرنی اور چٹنی پیش کی جاتی تھی تو جو لانے والے خادم تھے وہ اس حوالے سے سوچتے رہتے تھے بالآخر انہوں نے ایک دِن اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ سے پوچھ ہی لیا کہ حضور! یہ چٹنی اور فیرنی کا کیا میل ہے؟ اس لیے کہ چٹنی تو لوگ بریانی، پلاؤ یا روٹی سے کھاتے ہیں۔ فیرنی کسٹرڈ سے ملتی جلتی ایک آئٹم ہے جو غالباً دودھ اور پسے ہوئے چاول یعنی چاول کے آٹے سے بنتی ہے اور اس میں چینی بھی ہوتی ہے۔ اس میں چینی کی جگہ شہد بھی ڈال سکتے ہیں بلکہ شہد ڈالنا اچھا ہے کیونکہ سفید چینی نقصان دہ ہوتی ہے۔ بہر حال جب خادم نے سُوال کیا کہ فیرنی اور چٹنی کا کیا میل ہے؟ تو میرے آقا اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ نے وضاحت فرمائی کہ میں فیرنی کھانے سے پہلے تھوڑی سی چٹنی کھا لیتا ہوں اور پھر فیرنی کھانے کے بعد بھی چٹنی کھا لیتا ہوں اور چٹنی

---

1 ...... ردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، ۹/ ۵۶۲

2 ...... ردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، ۹/ ۵۶۲

میں نمک ہوتا ہے تو اس طرح میری اول و آخر نمکین کھانے کی سُنَّت ادا ہو جاتی ہے۔[1]

سجدۂ سہو کرنا بھول جائیں تو کیا حکم ہے؟

سُوال: نماز میں اگر سجدۂ سہو کرنا بھول جائیں تو کیا حکم ہے؟

جواب: اگر سجدۂ سہو واجب تھا مگر اسے کیے بغیر بھول کر سلام پھیر لیا، اب اگر کوئی مُنافیِ نماز کام پایا گیا مثلاً بات چیت کر لی یا قصداً وضو توڑ ڈالا تو نماز دوبارہ پڑھنا ہو گی کہ وہ نماز واجبُ الِاعادہ ہے اور اگر مُنافیِ نماز کوئی چیز پائے جانے سے پہلے پہلے یاد آ گیا مثلاً دونوں طرف سلام پھیر کر بیٹھا ہوا تسبیح پڑھ رہا تھا کہ سجدۂ سہو چھوٹ جانے کا یاد آ گیا تو اب فوراً سجدۂ سہو کر لے اور پھر اَلتَّحِیَّات، دُرُود شریف اور دُعا پڑھ کر سلام پھیر لے تو نماز دُرست ہو جائے گی۔[2]

کیا دوبارہ پڑھی جانے والی نماز میں نیا مقتدی شامل ہو سکتا ہے؟

سُوال: امام صاحب سے کوئی فرض چھوٹ گیا اور پھر اس نماز کا اِعادہ کیا گیا تو کیا اب نیا مقتدی شامل ہو سکتا ہے؟

جواب: اگر فرض چھوٹا تھا تو نماز ہوئی ہی نہ تھی اور اس کا دوبارہ پڑھنا فرض تھا[3] لہٰذا اب کوئی دوسرا مقتدی شامل ہو جائے تو حرج نہیں ہے۔[4]

آنکھوں کے زنا سے کیا مُراد ہے؟

سُوال: آنکھوں کے زنا سے کیا مُراد ہے؟ (یوٹیوب کے ذَریعے سُوال)

---

1 ...... حیاتِ اعلیٰ حضرت، ۱/۱۰۷ مکتبۃ المدینہ کراچی

2 ...... درمختار مع ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب سجود السھو، ۲/۶۷۳- بہارِ شریعت، ۱/۷۱۷، حصہ: ۴ ماخوذاً

3 ...... جنتی زیور، ص۲۸۹ مکتبۃ المدینہ کراچی

4 ...... اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: فرض کے ترک میں (نماز دوبارہ) پڑھنا فرض ہے کہ پہلی نماز اصلاً نہ ہوئی اور اسی صورت میں نئے آدمی (جماعت میں) شامل ہو سکتے ہیں، اور واجب بھول کر چھوٹا تو سجدۂ سہو کا حکم ہے اور قصداً چھوڑا یا بھول کر چھوٹا تھا مگر سجدۂ سہو نہ کیا تو اِعادہ (نماز کو دوبارہ پڑھنا) واجب ہے اور سنّت کے ترک میں سنّت اور مُستحب کے ترک میں مُستحب اور ان سب صورتوں میں نئے آدمی (جماعت میں) شامل نہیں ہو سکتے۔ (فتاویٰ رضویہ، ۷/۳۰۶)

جواب: آنکھوں کے زنا سے مُراد گندی لذت کے ساتھ کسی کو دیکھنا ہے۔[1]

عورت کے معمول کے کپڑے ہی اس کا اِحرام ہیں

سُوال: عورت نے جو لباس پہنا ہوتا ہے کیا وہی اس کا اِحرام ہوتا ہے یا وہ اِحرام کی نیت سے کوئی دوسرا لباس پہنے گی؟

جواب: عورت کے لیے معمول کے مُطابق جو اس کے سِلے ہوئے کپڑے ہیں وہی اِحرام میں اِستعمال ہو سکتے ہیں مگر چہرے پر کپڑا اُڑالنا نقاب ڈالنا منع ہے البتہ ویسے کوئی کتاب یا گتا آڑے رکھ کر چہرہ چھپایا جو اس کے چہرے سے ٹچ نہیں ہو رہا تو وہ جائز ہے بلکہ بھیڑ میں اس کو اس طرح کرنا اچھا ہے۔[2] اِحرام کی نیت سے کوئی دوسرا لباس پہننے کی حاجت نہیں ہے۔ آج کل عورتوں کا اِحرام بِک رہا ہے حالانکہ شرعی طور پر اسے پہننا کوئی ضَروری نہیں ہے، بس علم کی کمی کی وجہ سے اس طرح کے دھندے ہو رہے ہوتے ہیں۔

جمعہ کی دوسری ساعت سے کیا مُراد ہے؟

سُوال: اگر جمعہ کی دوسری ساعت میں "یَاقَوِیُّ" پڑھا جائے تو بھولنے کا مرض ختم ہو جائے گا تو یہاں دوسری ساعت سے کیا مُراد ہے؟

جواب: مَکْتَبَۃُ الْمَدِیْنَه کی کتاب "لُبَابُ الْاِحْیَاء" کے صفحہ 72 پر لکھا ہے: پہلی ساعت سے مُراد طُلوعِ آفتاب تک کا وقت ہے، دوسری ساعت اس کے بلند ہونے تک ہے یعنی سورج جیسے ہی نکلا اور پہلی کرن چمکی تو دوسری ساعت کا وقت شروع ہو گیا تو "یَاقَوِیُّ" کا وظیفہ اس دَوران پڑھنا ہے سورج بلند ہونے تک اور تیسری ساعت وہ وقت ہے جب سورج کی روشنی پھیل جائے اور چوتھی اور پانچویں ساعت چاشت سے زوال تک ہے۔[3]

---

1 ...... فیض القدیر میں ہے: آنکھ کا زنا یعنی اس کی طرف نظر کرنا جس کا دیکھنا جائز نہیں جیسے اجنبی عورت اور بے ریش لڑکے کو دیکھنا۔ (فیض القدیر، حرف الھمزۃ، ۲/۳۱۲ دار الکتب العلمیۃ بیروت)

2 ...... بہار شریعت، ۱/۱۰۸۳، حصہ: ۶ ماخوذاً

3 ...... لباب الاحیاء، الباب الرابع: فی اسرار الصلاۃ و مھماتھا، فصل فی فضل الجمعۃ... الخ، ص ۶۸ دار البیروتی دمشق - لباب الاحیاء، ص ۷۲ مکتبۃ المدینہ کراچی

کیا عورت مسواک کر سکتی ہے؟

سُوال: کیا عورت کے لیے مسواک کرنا مکروہ ہے؟

جواب: عورت کے لیے مسواک کرنا جائز بلکہ اُمُّ الْمُؤمِنِین حضرتِ سیِّدَتُنا عائشہ صِدّیقہ رَضِیَ اللہُ عَنْہَا کی سنَّت ہے۔[1] چونکہ عورتوں کے مسوڑے نازک ہوتے ہیں اگر مسواک کرنے سے چھل جاتے ہوں یا خون آجاتا ہو تو نہ کریں۔ مسواک کے بجائے مِسی اِستعمال ہوتی ہے یہ ایک دَرخت کا چھلکا ہے جو دانتوں کی صفائی کے کام آتا ہے۔ آج کل کا معلوم نہیں کہ عورتیں مِسی اِستعمال کرتی ہیں یا نہیں ورنہ پہلے تو یہ بہت اِستعمال ہوتی تھی شاید اب اس کا کوئی الٹرنیٹ آگیا ہو گا، طرح طرح کے کیمیکل والی چیزیں اِستعمال ہوتی ہوں گی جو دانتوں کے ساتھ ساتھ مسوڑوں کے لیے بھی نقصان دہ ہوتی ہو گی۔

کیا حالتِ اِحرام میں ناریل کا تیل لگا سکتے ہیں؟

سُوال: کیا اِحرام کی حالت میں چہرے پر ناریل کا تیل لگا سکتے ہیں؟

جواب: اِحرام کی حالت میں چہرے پر ناریل کا تیل لگانے میں کوئی حرج نہیں[2] البتہ تل اور زیتون کا تیل خوشبو کے حکم میں ہے اگرچہ ان میں خوشبو نہ ہو، یہ جسم پر نہیں لگا سکتے۔ ہاں! ان کے کھانے، ناک میں چڑھانے، زخم پر لگانے یا کان میں ٹپکانے میں کفارہ لازم نہیں۔[3] لہٰذا حالتِ اِحرام میں ناریل کا تیل لگانا جائز ہے مگر تل اور زیتون کا تیل سر میں نہیں ڈال سکتے۔

سُوال: اِس شعر کی وضاحت فرما دیجیے، نیز اس شعر میں سامان کس چیز کو فرمایا گیا؟ (نگرانِ شُوریٰ کا سُوال)

جان و دِل ہوش و خرد سب تو مدینے پہنچے
تم نہیں چلتے رضا سارا تو سامان گیا (حدائقِ بخشش)

---

1. ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت، ص ۳۵۷
2. کڑوا تیل یا ناریل یا بادام یا کدو یا کاہو کا تیل کہ (خوشبو میں) بسا یا نہ ہو بدن یا بالوں میں لگانا (حالتِ احرام میں جائز ہے۔) (فتاویٰ رضویہ، ۱۰/ ۳۴۷ ملخصاً)
3. ردالمحتار، کتاب الحج، باب الجنایات، ۳/ ۶۵۵

جواب: عاشق کی باتیں بھی عشق سے بھرپور ہوتی ہیں۔ اِس شعر میں جان، دِل، ہوش اور خرد کو سامان قرار دیا گیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ میرا دل، جان اور ہوش مدینے پہنچ گئے اور میں خود بھی مدینے کی یاد میں مگن ہوں، تو اے رضا! جب یہ سارا سامان مدینے جا چکا تو تیرا جسم مدینے کیوں نہیں گیا؟ چل تو بھی مدینے پہنچ جا۔ اسی طرح کا شعر اعظم چشتی شاعر نے مدینے سے واپسی کے تعلق سے لکھا ہے:

مجھ گناہ گار سا انسان مدینے میں رہے
بن کے سرکار کا مہمان مدینے میں رہے
چھوڑ آیا ہوں دِل و جان یہ کہہ کر اعظم
آ رہا ہوں میرا سامان مدینے میں رہے

کیا طوطا حلال ہے؟

سُوال: کیا طوطا حلال ہے؟

جواب: طوطا حلال ہے۔[1] جانوروں کے حلال و حرام ہونے کی پہچان کا اُصول یہ ہے کہ جو جانور کیلوں (پنجوں) والا ہو اور ان کیلوں یعنی پنجوں سے شکار کرتا ہو وہ حرام ہے۔[2] فی زمانہ طوطا کوئی نہیں کھاتا اور ابھی اس کے حلال ہونے کا ذِکر کیا ہے تو ایسا نہ ہو کہ سوشل میڈیا پر لوگ اس مسئلے کو غَلط انداز سے پیش کرنا شروع کر دیں اور کیا سے کیا بنا دیں اور جہالت کی وجہ سے اپنی آخرت بَرباد کرنے لگ جائیں۔ واقعی ایک طبقہ ایسا موجود ہے جو جہالت کے ہتھوڑے مار مار کر اپنی آخرت بَرباد کرنے پر تلا ہوتا ہے، اگر جائز بات بھی اس کی سمجھ میں نہ آئے تو یہ لوگ اسے بھی غَلَط کہہ کر پھیلانا شروع کر دیتے ہیں، جبکہ ہونا یہ چاہیے کہ اگر اپنی معلومات کے مطابق کسی میں غَلَطی نظر آئے تو اس کی ڈائریکٹ اِصلاح کریں

---

1 ...... فتاویٰ مفتیِ اعظم، ۵/۱۰۹ ملتقطاً شبیر برادرز لاہور

2 ...... فَقیہِ اعظم ابوالخیر محمد نُورُ الله نعیمی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ فرماتے ہیں: ایسا پرندہ جس میں بہنے والا خون ہو اس کی حرمت دو چیزوں سے ثابت ہوتی ہے چنگل (پنجے) سے شکار کرنا یا مُردار خور ہونا اور طوطا نہ چنگل (پنجے) سے شکار کرتا ہے اور نہ مُردار خور ہے لہٰذا حلال ہے، عوام کا کہنا کہ پرندہ پنجے سے کھانے والا حرام ہے، محض غَلَط ہے۔ (فتاویٰ نوریہ، ۳/۴۱۵ ملتقطاً دار العلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور اوکاڑہ)

کہ "بھائی آپ نے جو فلاں چیز کو حلال کہا ہے وہ اس اس دَلیل کے مُطابق حرام ہے" نہ کہ سوشل میڈیا پر پروپیگنڈا کر کے لاکھوں لوگوں تک یہ بات پہنچادیں اور بعد میں اپنی ہی غَلَطی معلوم ہونے پر چُپ چاپ توبہ کرلیں۔ سوچ لیجیے کہ بعد میں بھلے توبہ کرلی ہو لیکن سوشل میڈیا پر جو اُلٹی سیدھی باتیں عام ہو چکیں اس کا کیا ہو گا؟ لہٰذا بہتر یہی ہے کہ شرعی مُعاملات میں کوئی کلام نہ کیا جائے کہ یہ صِرف عُلَمائے کِرام ہی کا کام ہے۔

سوشل میڈیا پر ہونے والے گناہ سے توبہ کا طریقہ

سُوال: اگر کسی صحیح بات کو غَلَط کہہ کر اس کا مذاق اُڑایا اور سوشل میڈیا پر عام بھی کر دیا بعد میں معلوم ہوا کہ مجھ سے غَلَطی ہو گئی ہے، اب اِحساس ہوا اور توبہ کر لی تو کیا یہ توبہ کافی ہو گی؟ (نگرانِ شُوریٰ کا سُوال)

جواب: توبہ تو اچھی چیز ہے لیکن جو غلطی ہوئی اس کے لیے کم از کم اس کو یہ بیان ضرور دینا چاہیے کہ "فلاں فلاں مسئلے پر میں نے جو تبصرہ کیا تھا وہ بالکل غلط تھا مجھ سے بھول ہو گئی ہے، میں اس سے توبہ کر چکا ہوں لہٰذا جس کسی کے پاس وہ مواد ہو فوراً اسے Delete کر دے۔ میں اپنی ان تمام غلطیوں سے توبہ کرتا ہوں جو مجھے معلوم ہیں اور جو معلوم نہیں۔" یاد رکھیے! اس طرح کی جو بھی غلطی ہوئی ہے اس کو روکنا فرض ہے ورنہ یہ غلطی عام ہوتی جائے گی۔ نیز اس کی توبہ بھی اسی طرح اعلانیہ کرنا ضروری ہو گا جس طرح اس کو عام کیا گیا تھا۔ حدیثِ پاک میں ہے: اِنَّمَا السِّرُّ بِالسِّرِّ وَالْاِعْلَانِیَۃُ بِالْاِعْلَانِیَۃِ یعنی چُھپ کر کیے ہوئے گناہ کی چُھپ کر توبہ اور اعلانیہ کی اعلانیہ۔"[1] سوشل میڈیا پر جو گناہوں کا سیلاب آیا ہے شاید اس سے پہلے کبھی نہیں آیا تھا، پہلے چند دوستوں کے دَرمیان گناہ ہوتا تھا اور وہیں ختم ہو جاتا تھا مگر سوشل میڈیا پر ہونے والے گناہ کو روکنا آسان نہیں ہے کیونکہ وہ آگے سے آگے بڑھتا رہتا ہے، حتّٰی کہ بندے کا اِنتقال ہو جاتا ہے مگر اس کا گناہ سوشل میڈیا پر جاری رہتا ہے اور لوگ اس کو وائرل کرتے رہتے ہیں، کسی کو وہ چیز جو گانے یا موسیقی اور دِیگر گناہوں پر مشتمل ہے دو سال بلکہ دس بعد بھی ملے اور اس کو پسند آجائے تو وہ اس کو وائرل کر دیتا ہے اور یوں گناہوں کا ایسا سلسلہ چلتا ہے کہ خدا کی پناہ۔

---

[1] ...... الزھد لامام احمد، ص۶۱، حدیث: ۱۴۱ دار الغد الجدید مصر

مذہبی پوسٹ بھی چیک کروالیجیے

بعض لوگ مذہبی پوسٹ بنا کر خوش ہوتے ہیں کہ ہمیں اس پر اتنے لائیکس مل گئے، حالانکہ عُلَمائے کِرام کی جوتیوں کے صدقے میں میرا تجربہ ہے کہ ان میں باتیں تو اچھی لکھی ہوتی ہیں مگر ایک لفظ ایسا آجاتا ہے جس کی وجہ سے وہ پوسٹ وائرل نہیں کی جاسکتی۔ ظاہر ہے یہ غلطی بھی اسی وجہ سے ہوتی ہے کہ پوسٹیں عُلَمائے کِرام کو چیک نہیں کروائی جاتیں۔

اَحادیثِ مُبارَکہ کا ترجمہ کرنا ہر کسی کے بس کا نہیں

اِسی طرح اَحادیثِ مُبارَکہ کا ترجمے کرتے ہیں اور ایسا ترجمہ لکھ جاتے ہیں جو ہمارے بزرگوں میں سے کسی نے بھی نہیں کیا ہوتا۔ عربی میں ایک ایک لفظ کے کئی کئی معنیٰ ہوتے ہیں لہٰذا ضروری نہیں ہے کہ جس کو عربی آتی ہو وہ بآسانی اَحادیثِ مُبارَکہ کا ترجمہ کرلے گا بلکہ اَحادیثِ مُبارَکہ کے ترجمے کے لیے ضروری ہے کہ عربی آنے کے ساتھ ساتھ اَحادیثِ مبارکہ کی شروحات پر بھی نظر ہو۔ اسی طرح قرآنِ کریم کا ترجمہ کرنے کے لیے بھی صرف عربی آنا ضروری نہیں بلکہ اس کے ساتھ ساتھ قرآنِ کریم کی تفاسیر پر بھی نظر ہونا ضروری ہے کیونکہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ ہم کسی لفظ کا معنیٰ کچھ سمجھ رہے ہوتے ہیں مگر ائمۂ مُفَسِّرین رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِم نے اس کا معنیٰ کچھ اور لیا ہوتا ہے جس کی وجہ سے ترجمہ کرنے والا پھنس جاتا ہے۔ یاد رکھیے! ہر عالِمِ دِین تفسیر اور شرح بیان کرنے کا مجاز نہیں ہوتا، ان کو بھی شروحات اور تفاسیر کی مدد سے ہی بیان کرنا ہوتا ہے کیونکہ شرح یا تفسیر کرنے کی الگ شرائط ہیں اگر کوئی عالِم ہو تو ضروری نہیں کہ اس میں شرح و تفسیر کرنے کی شرائط بھی پائی جائیں۔

ڈاکٹر اور انجینئر کی تعلیم کا عرصہ برابر ہے لیکن دونوں کی فیلڈ اور لائن الگ الگ ہے اگر انجینئر ڈاکٹر کے معاملات میں دخیل ہوگا تو شاید بندہ ہی مار دے گا کہ اس کو علاج کرنا ہی نہیں آتا۔ یوں ہی اگر ڈاکٹر انجینئر کے معاملات میں دخیل ہوگا تو مشین کو ناکارہ بنا دے گا۔ عربی کا محاورہ ہے کہ لِکُلِّ فَنٍّ رِجَالٌ یعنی ہر فن کے لیے مَرد ہیں۔ لہٰذا جو جس کی فیلڈ ہے وہی اس کا کام کرسکے گا۔ اسی طرح عالِم کی فیلڈ میں غیرِ عالِم دخیل ہوگا تو وہ دُنیا و آخرت کے نقصان والی باتیں کرے گا۔ اس سے بہتر ہے ہر کوئی اپنے جامے میں رہے اور جتنی چادر ہے اتنے پاؤں پھیلائے۔ خاص طور پر سوشل میڈیا والے کسی

پوسٹ کو وائرل کرنے سے پہلے 112 بار سوچ لیں کہ یہ آگے بڑھاؤں یا نہیں اور کسی اچھے عالِمِ دِین سے مشورہ کرلیں خصوصاً دِینی پوسٹ کے حوالے سے۔ اگر کوئی پوسٹ اپنے پاس آگئی اور یقین ہے کہ یہ غَلَط پوسٹ ہے تو جس نے بھیجی ہے اس کو سمجھا دیا جائے کہ یہ پوسٹ غَلَط ہے ورنہ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ سوشل میڈیا جہنم میں پہنچادے۔

شاعری کا شوق رکھنے والے متوجہ ہوں

سُوال: فی زمانہ ایک تعداد ہے جن پر شاعری کرنے کا بھوت سوار ہوتا ہے تو شاعری کا شوق رکھنا کیسا؟[1]

جواب: بعض اوقات شُعَرا بھی ایسی واہیات باتیں کرتے ہیں کہ بس، ظاہر ہے یہ لوگ دُنیوی شاعر ہوتے ہیں ان کو نعت لکھنے کا شوق چڑھتا ہے یا حمد بیان کرنے کی خواہش ہوتی ہے یا بُزُرگانِ دِین کی منقبت لکھنے کی سوجھتی ہے تو کچھ کا کچھ لکھ ڈالتے ہیں۔ یہ ان کی فیلڈ نہیں ہے بلکہ علمائے کرام کا شعبہ ہے کسی بھی غیرِ عالم کا کام نہیں ہے کہ وہ نعت یا حمد وغیرہ لکھے۔ ظاہر ہے ان شُعَرا کو نہ اللہ پاک سے متعلق عقائد کی معلومات ہوتی ہے نہ نبیِ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے مقام و مرتبے کی پہچان تو جب یہ شانِ مصطفےٰ بیان کرنے جاتے ہیں تو علم نہ ہونے کی وجہ سے توہین کر بیٹھتے ہیں یا مَعَاذَ اللہ نعت کو اُلوہیت کے مرتبے میں لے جاتے ہیں بلکہ کبھی تو صریح کفریات تک بھی کہہ جاتے ہیں اور عوام ان کے کلام نعت سمجھ کر پڑھ رہے ہوتے ہیں۔

ہمارے جن علمائے کرام نے کلام لکھے ہیں وہ پڑھے جائیں جیسے مفتی احمد یار خان نعیمی رَحۡمَۃُ اللّٰہِ عَلَیۡہ نے کلام لکھے ہیں، مفتیِ اعظم ہند رَحۡمَۃُ اللّٰہِ عَلَیۡہ زبردست عالم اور مفتی تھے ان کی لکھی ہوئی حمد، نعت اور منقبت پڑھی جائیں ان کے علاوہ بھی کافی علمائے کرام نے کلام لکھے ہیں وہ پڑھ لیے جائیں۔ ہاں! اگر کوئی غیرِ عالم شاعر کلام لکھتا ہے تو وہ اپنا کلام ایسے عالِمِ دِین سے چیک کروالے جو فنِ شاعری بھی جانتا ہو پھر اسے آگے بڑھائے۔ اس طرح غیرِ عالم شاعر خود کو علمائے کرام کا محتاج رکھے ورنہ کُفر میں جا پڑے گا اور معلوم بھی نہ ہو گا۔ شُعَرا حضرات مجھے اپنا مخالف نہ سمجھیں نہ مجھ سے ناراض ہوں، نہ میرا آپ سے مقابلہ ہے، نہ میں کسی مُشاعَرے میں حصہ لیتا ہوں اور نہ ہی میں زیادہ فنِّ شاعری جانتا ہوں

[1] ...یہ سُوال شعبہ فیضانِ مَدَنی مذاکرہ کی طرف سے قائم کیا گیا ہے جبکہ جواب امیرِ اہلِ سنّت دَامَتۡ بَرَکَاتُہُمُ الۡعَالِیَہ کا عطا فرمودہ ہی ہے۔ (شعبہ فیضانِ مدنی مذاکرہ)

بس تھوڑا بہت علم ہے جس سے گزارا ہو جاتا ہے، اور کلام لکھنے کے بعد حتَّی الامکان اسے چیک کرواتا ہوں۔

تصنیف کا شوق رکھنے والے متوجہ ہوں

سُوال: بعض لوگ نوکری سے ریٹائرڈ ہونے کے بعد دِینی کتب تصنیف کرنے کا مشغلہ اپنا لیتے ہیں، دِینی کتاب لکھنے کے لیے کیا اِحتیاطیں درکار ہوتی ہیں؟[1]

جواب: بعض مُصنِّفین جو پورے عالم نہیں ہوتے لیکن پھر بھی کتابیں لکھتے ہیں اور لکھنے کے بعد کسی عالمِ دِین کو چیک بھی نہیں کرواتے اور یوں کئی غلطیاں ان کی تحریر میں رہ جاتی ہیں، انہیں ڈرنا چاہیے کہ کہیں مَرنے کے بعد پھنس نہ جائیں۔ ایسوں کے بارے میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللهِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: ”قلم پکڑنا آگیا اور مُصنِّف بن بیٹھے۔“ حالانکہ تصنیف کے لیے دِینی علم کے ساتھ ساتھ اور بھی بہت کچھ معلوم ہونا ضَروری ہوتا ہے۔ ہر عالم بھی تصنیف نہیں کر سکتا کہ مصنف کو اِنشا پردازی کا بھی علم ہونا چاہیے کہ کس جگہ کونسا لفظ دُرُست ہو گا۔ اس کے ساتھ اچھا لکھنا بھی جانتا ہو ورنہ مُصنِّفین ایسے ایسے الفاظ لے آتے ہیں جو عبارت کا معنیٰ ہی بدل دیتے ہیں۔ اللہ کریم ہم سے صرف اپنی رضا والے کام لے اور ہم سے راضی ہو جائے ورنہ کئی لوگ صرف نام و نمود کے لیے تحریر کرتے ہیں۔ اور اگر ان لوگوں میں اخلاص ہوتا بھی ہے تو علم کی کمی کی وجہ سے فحش غلطیاں کر جاتے ہیں اور انتقال کے بعد بھی ان کی غلطیاں یوں ہی باقی رہ جاتی ہیں۔ اللہ پاک ہمیں غلطیوں سے محفوظ رکھے۔ بہر حال میری ان باتوں سے کوئی بھی مجھ سے ناراض نہ ہو۔ بخدا میں یہ ساری باتیں اپنے نفس کے لیے نہیں بلکہ اُمَّت کی بہتری کے لیے کر رہا ہوں۔ میری عمر بھی بہت ہو چکی ہے اب میں نے کسی سے کیا مقابلہ کرنا؟ میں تو یہاں صرف اِصلاح کے لیے یہ بات کر رہا ہوں تا کہ ہم سب ایک دوسرے کی اِصلاح کریں اور جنت کا راستہ لیں اِنْ شَآءَ اللہ ہم جنت میں جائیں مگر اس طرح کہ

باغِ جنت میں محمد مسکراتے جائیں گے
پھول رحمت کے جھڑیں گے ہم اٹھاتے جائیں گے (وسائلِ بخشش)

---

[1] ......یہ سُوال شعبہ فیضانِ مَدَنی مذاکرہ کی طرف سے قائم کیا گیا ہے جبکہ جواب امیرِ اہلِ سنَّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کا عطا فرمودہ ہی ہے۔(شعبہ فیضانِ مدنی مذاکرہ)

PHD کرنے والے طلبا کے لیے مشورہ

سُوال: مدنی مذاکرے میں PHD کرنے والے اسلامی بھائی بھی شامل ہیں ان کو اپنی تعلیم کے دَوران مقالہ لکھنا ہوتا ہے جس کو یہ لوگ "تھیسس" کہتے ہیں نیز ان کو زندگی میں لکھنا ہی لکھنا ہوتا ہے، کیا ان کو اپنی تحریر کی شرعی تفتیش کروانی چاہیے؟(نگرانِ شُوریٰ کا سُوال)

جواب: دراصل مشکل یہ ہے کہ جن لوگوں کا دُنیوی اسٹیٹس بنا ہوتا ہے وہ عموماً علمائے کرام سے دور ہوتے ہیں۔ ہو سکتا ہے یہ بے چارے سوچتے ہوں کہ مولانا کو ہماری باتیں کیا سمجھ آئیں گی یہ تو مسجد کی روٹیاں توڑتے ہیں، حالانکہ ایسا کچھ بھی نہیں ہے۔ میں ایمان داری کی بات بتاتا ہوں کہ عالمِ دِین زیادہ ذہین ہوتا ہے اور مفتی ذہینوں کا سردار ہوتا ہے یعنی بہت ہی زیادہ ذہین ہوتا ہے۔ یہ لوگ عام طور پر مروت اور سادگی کی وجہ سے ان دُنیوی پڑھے لکھے لوگوں سے اُلجھتے نہیں ہیں لیکن اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ ان کو کچھ سمجھ نہیں آتی۔ اگر کسی کی ایسی سوچ نہ بھی ہو تو اسے یہ وسوسہ آسکتا ہے کہ "مولانا کو میرا یہ مقالہ یا آرٹیکل کیا سمجھ آئے گا، ٹھیک ہے، مولانا اچھے ہیں، میں جمعہ کی نماز انہی کے پیچھے پڑھتا ہوں، یہ تقریر بھی اچھی کرتے ہیں اور مسائل بھی بیان کرتے ہیں مگر میرا آرٹیکل یہ نہیں سمجھ سکیں گے۔" حالانکہ یہ ضروری نہیں ہے کہ ان کو سمجھ نہ آئے لہٰذا کم از کم شرعی تفتیش ضرور کروانی چاہیے۔ پھر یہ لوگ جو مقالہ لکھتے ہیں عام طور پر دُنیوی موضوع پر ہوتا ہے اور ان کے لیے عافیت بھی اسی میں ہے کیونکہ کسی دِینی موضوع پر لکھیں گے تو ممکن ہے کہ بہت سے غلطیاں کر بیٹھیں۔(اس موقع پر نگرانِ شوریٰ نے فرمایا:) اسلامی موضوعات پر بھی یہ لوگ کئی مضامین لکھتے ہیں جیسے کوئی قرآنِ پاک پر لکھتا ہے، کوئی حدیث شریف پر لکھتا ہے یا بزرگوں کی سیرت پر لکھتا ہے یا مذہبی شخصیات کی خدمات پر لکھتا ہے یا سرکارِ مدینہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُم کی سیرت پر لکھتا ہے۔ اس طرح یہ ایک پورا شعبہ ہے جس میں مختلف مضامین لکھنے کا سلسلہ ہوتا ہے۔

(**امیرِ اہلِ سُنَّت** دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے فرمایا:) اگر کوئی واقعی لکھنے کا اہل ہے تو وہ لکھے لیکن لکھنے کی اہلیت کا کیسے پتا چلے گا؟ ظاہر ہے اس کے لیے کسی اہل یعنی عالمِ دِین کو اپنی تحریر چیک کروانی ہو گی۔ عموماً یہ لوگ کسی کو چیک کروائے بغیر خود

کو اہل ہی سمجھ رہے ہوتے ہیں جیسے کہتے ہیں ہم نے قرآنِ پاک پڑھا ہوا ہے اور رَمضان شریف میں دو قرآنِ پاک ختم کرتے ہیں، یہ لوگ سمجھ رہے ہوتے ہیں کہ ہمیں پڑھنا آتا ہے اگر یہی لوگ کسی قاری کو سنائیں تو قاری صاحب بتائیں گے کہ آپ کو تو "بِسْمِ الله" پڑھنا بھی نہیں آتی، پھر ان کی قاری صاحب سے لڑائی ہو جائے گی کہ میں تو اتنے عرصے سے قرآن پڑھ رہا ہوں اور آپ کہہ رہے ہیں مجھے "بِسْمِ الله" پڑھنا بھی نہیں آتی۔ تو جناب! آپ کو تو "اَعُوْذُ بِالله" پڑھنا بھی نہیں آتی۔ لہٰذا جب تک کسی عالمِ دِین سے دُرُست نہیں کروائیں گے تب تک کسی بھی غلطی کا معلوم نہیں ہو گا۔ میں اپنے تجربے کی بنیاد پر کہتا ہوں کہ 99 فیصد افراد کو دُرُست تلفظ کے ساتھ "اَعُوْذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْم" پڑھنا نہیں آتی ہو گی بلکہ میں نے نوٹ کیا ہے کہ اکثریت "بِسْمِ اللهِ" بھی دُرُست نہیں پڑھتی سورۂ فاتحہ پڑھنا تو بہت بڑی بات ہے لہٰذا سب کو سیکھنا چاہیے۔ یوں ہی جو اسلامی بھائی آرٹیکل لکھتے ہیں ان کے لیے اس میں بہت رِسک ہوتا ہے بلکہ دُنیوی آرٹیکل میں بھی کم رِسک نہیں ہوتا ہے اس میں بھی کچھ کا کچھ لکھ جاتے ہیں۔

تخلیقِ انسانی کے متعلق ڈارون کے نظریے کا رَد

سُوال: تخلیقِ انسانی کے متعلق ڈارون کے نظریہ کو دُرُست سمجھنا کیسا ہے؟[1]

جواب: کافی پرانی بات ہے کہ میرا کسی دُنیوی پڑھے لکھے سے واسطہ پڑا تھا۔ باتوں ہی باتوں میں نہ جانے اس کو کیا سوجھی کہ تخلیقِ انسانی کے بارے میں بات کرنے لگا کہ قرآنِ پاک انسان کی پیدائش کے بارے میں کہتا ہے کہ حضرتِ سَیِّدُنا آدم عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے انسان پیدا ہوا اور ان ہی سے انسان کی نسل چلی جبکہ ڈارون کہتا ہے کہ انسان بندر سے وجود میں آیا۔ اس نے یہاں تک تو جو کہا وہ کہا اس کے بعد اس نے یہ بکا کہ "ڈارون کی بات کچھ کچھ سمجھ آتی ہے۔" یہ سن کر میں بالکل پریشان ہو گیا کہ اس نے تو اپنے ایمان کا جنازہ اُٹھا دیا ہے کیونکہ اس نے قرآنِ پاک پر شک کیا اور کہا کہ "ڈارون کی بات کچھ کچھ سمجھ آتی ہے۔" قرآنِ کریم کے مقابلے میں کسی کی بات تھوڑی بھی کیوں سمجھ آئے ایسی سمجھ کو چولہے میں ڈال دینا چاہیے یہ کس کام کی ہے؟ بہر حال پھر میں نے موقع ملتے ہی اس کو سمجھا کر توبہ کروائی اور

---

1 ...... یہ سوال شعبہ فیضانِ مدنی مذاکرہ کی طرف سے قائم کیا گیا ہے جبکہ جواب امیرِ اہلِ سنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کا عطا فرمودہ ہی ہے۔ (شعبہ فیضانِ مدنی مذاکرہ)

کلمہ پڑھا یا کہ یہ بات تو اسلام سے خارج کر دینے والی ہے۔[1]

اسلام مخالف سائنسی نظریات رَدّی کی ٹوکری میں

قرآنِ پاک پر آنکھیں بند ہونی چاہئیں کیونکہ قرآنِ پاک نے جو فرمایا ہے وہی درست ہے چاہے ہماری سمجھ میں آئے یا نہ آئے، ہمارا ایمان ہے کہ اس میں جو کچھ ہے وہ صحیح ہے۔ دُنیوی پڑھے لکھے لوگوں کے لیے اس طرح کے بہت خطرے ہوتے ہیں کہ یہ لوگ بہت سے اِسلام مخالف سائنسی نظریات اپنی تحریروں میں شامل کر دیتے ہیں۔ آج کل اخبار میں یا سوشل میڈیا پر بہت سی ایسی باتیں آ رہی ہوتی ہیں جو اسلامی نظریات سے ٹکراتی ہیں۔ بعض تو کُھلم کُھلا اِسلام کے خلاف ہی بولنا شروع کر دیتے ہیں۔ ایسے دُنیوی پڑھے لکھے لوگوں کو کون سمجھانے کی ہمت کرے کیونکہ ان کی زبان بھی بہت بڑی ہوتی ہے، یہ لوگ ایسی لچھے دار باتیں کرتے ہیں کہ سامنے والا گھبرا جائے لہٰذا انہیں سمجھانا بھی آسان نہیں ہوتا۔ اگر کوئی

---

1 ...... تفسیر صراطُ الجنان میں ہے: مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ انسانوں کی ابتداء حضرت آدم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے ہوئی اور اسی لئے آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو ابوالبشر یعنی انسانوں کا باپ کہا جاتا ہے۔ اور حضرت آدم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے انسانیت کی ابتداء ہونا بڑی قوی دلیل سے ثابت ہے مثلاً دنیا کی مردم شماری سے پتہ چلتا ہے کہ آج سے سو سال پہلے دنیا میں انسانوں کی تعداد آج سے بہت کم تھی اور اس سے سو برس پہلے اور بھی کم تو اس طرح ماضی کی طرف چلتے چلتے اس کمی کی انتہاء ایک ذات قرار پائے گی اور وہ ذات حضرت آدم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام ہیں یا یوں کہئے کہ قبیلوں کی کثیر تعداد ایک شخص پر جا کر ختم ہو جاتی ہیں مثلاً سید دنیا میں کروڑوں پائے جائیں گے مگر اُن کی انتہا رسولِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ایک ذات پر ہوگی، یونہی بنی اسرائیل کتنے بھی کثیر ہوں مگر اس تمام کثرت کا اختتام حضرت یعقوب عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی ایک ذات پر ہوگا۔ اب اسی طرح اور اوپر کو چلنا شروع کریں تو انسان کے تمام کنبوں، قبیلوں کی انتہا ایک ذات پر ہوگی جس کا نام تمام آسمانی کتابوں میں آدم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام ہے اور یہ تو ممکن نہیں ہے کہ وہ ایک شخص پیدائش کے موجود طریقے سے پیدا ہوا ہو یعنی ماں باپ سے پیدا ہوا ہو کیونکہ اگر اس کے لئے باپ فرض بھی کیا جائے تو ماں کہاں سے آئے اور پھر جسے باپ مانا وہ خود کہاں سے آیا؟ لہٰذا ضروری ہے کہ اس کی پیدائش بغیر ماں باپ کے ہو اور جب بغیر ماں باپ کے پیدا ہوا تو بالیقین وہ اِس طریقے سے ہٹ کر پیدا ہوا اور وہ طریقہ قرآن نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے مٹی سے پیدا کیا جو انسان کی رہائش یعنی دنیا کا بنیادی جز ہے۔ پھر یہ بھی ظاہر ہے کہ جب ایک انسان یوں وجود میں آگیا تو دوسرا ایسا وجود چاہیے جس سے نسلِ انسانی چل سکے تو دوسرے کو بھی پیدا کیا گیا لیکن دوسرے کو پہلے کی طرح مٹی سے بغیر ماں باپ کے پیدا کرنے کی بجائے جو ایک شخص انسانی موجود تھا اسی کے وجود سے پیدا فرما دیا کیونکہ ایک شخص کے پیدا ہونے سے نوع موجود ہو چکی تھی چنانچہ دوسرا وجود پہلے وجود سے کچھ کم تر اور عام انسانی وجود سے بلند تر طریقے سے پیدا کیا گیا یعنی حضرت آدم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی ایک بائیں پسلی ان کے آرام کے دوران نکالی اور اُن سے اُن کی بیوی حضرت حوا رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا کو پیدا کیا گیا۔ چونکہ حضرت حوا رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا مرد و عورت والے باہمی ملاپ سے پیدا نہیں ہوئیں اس لئے وہ اولاد نہیں ہو سکتیں۔ (تفسیر صراط الجنان، پ۴، النساء، تحت الآیۃ: ۱، ۲/ ۱۴۰ مکتبۃ المدینہ کراچی)

شخص اہلِ علم ہے اور سمجھا سکتا ہے تو انہیں نرمی سے سمجھائے اور توبہ کا کہے۔ اگر ان سے سخت رویہ رکھے گا اور اس طرح کہے گا کہ "تم جاہل ہو دِین کی بات کرنا عُلَما کا کام ہے" تو ہو سکتا ہے وہ سمجھنے کے بجائے مزید بگڑ جائیں۔ ہر ایک کے پاس اتنا علم نہیں ہوتا جو سمجھا سکے لہٰذا اگر ایسا ہے تو پھر بات بدلنے کی کوشش کرے ورنہ وہاں سے کترا کر نکل جائے۔

تحریر کے معاملے میں بُزرگانِ دِین کی احتیاطیں

سُوال: بُزرگانِ دِین رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِم کی تحریر کے معاملے میں کیا اِحتیاطیں تھی، اس بارے میں کچھ ارشاد فرمادیجئے؟ [1]

جواب: ہمارے بُزرگانِ دِین رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِمُ الفاظ کے اِستعمال میں بہت محتاط ہوتے تھے چنانچہ اِحیاءُ الْعُلوم کی تیسری جلد میں ہے: حضرتِ سَیِّدُنا میمون بن ابو شبیب رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں بیٹھا خط لکھ رہا تھا کہ ایک حرف پر آکر رُک گیا کہ اگر یہ لفظ لکھ دیتا ہوں تو خط خوبصورت ہو جائے گا لیکن جھوٹ سے دامن نہیں بچا سکوں گا۔ پھر میں نے وہ لفظ چھوڑنے کا عزم کر لیا کہ بھلے میرا خط خوبصورت نہ ہو مگر میں یہ لفظ نہیں لکھوں گا۔ تو مجھے گھر کے کونے سے ندا کی گئی جس میں قرآنِ کریم کی اِس آیت کی آواز تھی: ﴿ یُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَ فِی الْاٰخِرَةِۚ ﴾ (پ۱۳، ابراھیم: ۲۷) ترجمۂ کنزالایمان: "اللہ ثابت رکھتا ہے ایمان والوں کو حق بات پر دُنیا کی زندگی میں اور آخرت میں۔" [2] یہ تو ہمارے بُزرگانِ دِین رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِم کی تحریر میں اِحتیاطیں تھی لیکن آج کل کے مضامین اور آرٹیکل میں اتنا جھوٹ ہوتا ہے کہ زمین و آسمان کے قلابے ملا دیئے جاتے ہیں۔ ایسا جھوٹ لکھنے سے بہتر ہے قلم رکھ دیں۔

گزشتہ زمانے میں معتزلہ نامی ایک بد مذہب فرقہ گزرا ہے ان کا جاحظ نامی ایک بہت بڑا عالم تھا جب وہ مر گیا تو کسی نے اسے خواب میں دیکھ کر پوچھا کہ تیرے ساتھ کیا گزری؟ تو اس نے کہا کہ اپنے قلم سے وہی لکھو جس کو دیکھ کر تم خوش ہو جاؤ۔ [3] فی زمانہ قلم سے کیا کیا لکھ رہے ہوتے ہیں کچھ ہوش ہی نہیں ہوتا، نیز اس واقعے سے سوشل میڈیا اور تحریری میسج پھیلانے والے عبرت حاصل کریں کہ اپنی زبان سے وہی کہیں جو آخرت میں چھڑا سکے، ایک ایک حرف

---

1 ...... یہ سُوال شعبہ فیضانِ مَدَنی مذاکرہ کی طرف سے قائم کیا گیا ہے جبکہ جواب امیرِ اہلِ سنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کا عطا فرمودہ ہی ہے۔ (شعبہ فیضانِ مدنی مذاکرہ)

2 ...... احیاء العلوم، کتاب آفات اللسان، بیان عظیم الخطر اللسان وفضیلۃ الصمت، ۳/۱۶۹- احیاء العلوم (مترجم)، ۳/۴۱۳

3 ...... احیاء العلوم، کتاب ذکر الموت وما بعدہ، الباب الثامن، ۵/۲۶۶ - احیاء العلوم (مترجم)، ۵/۶۶۲

سنبھل سنبھل کر لکھیں اور بولیں لیکن یہاں تو اتنا مبالغہ کر رہے ہوتے ہیں کہ بس۔

حمد، نعت اور منقبت لکھنے میں اِحتیاطیں

نعت شریف، نظم یا اَشعار لکھنے میں مزید اِحتیاط کی حاجت ہے کہ آدمی اس میں پھنس جاتا ہے کیونکہ اس کو ردیف یا قافیہ نبھانا ہوتا ہے اور اپنے مصرع کا وزن برابر رکھنے کے لیے الفاظ ڈھونڈنا پڑتے ہیں جس کی وجہ سے سخت آزمائش ہوتی ہے لہٰذا عافیت اسی میں ہے کہ حمد اور نعت وغیرہ لکھنے کی کوشش نہ کی جائے۔ اس میدان میں بڑے بڑے شعرا جن میں نعت گو شاعر بھی شامل ہیں انہوں نے ٹھوکریں کھائی ہیں اور ایسی ایسی شرعی غلطیاں چھوڑ کر دُنیا سے رُخصت ہوئے ہیں کہ اَلْاَمَان وَالْحَفِیْظ۔ لکھنے والوں نے ان کی مثالیں تک لکھی ہیں کہ فلاں اتنا بڑا شاعر تھا، اتنے اتنے کلام لکھے، نعتیں بھی کہیں مگر یہ یہ غلط بات لکھ گیا۔ یاد رَکھیے! نعت شریف لکھنے کے لیے ضَروری ہے کہ لکھنے والا مُتَصَلِّب عالِم ہو اور اس کے ساتھ ساتھ فنِّ شاعری بھی جانتا ہو اگر ایسا نہیں ہے تو کلام نہ لکھے۔

اُمَّتِ محمدیہ کے عُلما کو بنی اسرائیل کے اَنبیا کی طرح کہنے کی وضاحت

سُوال: اس حدیث کی کوئی اصل ہے کہ سرکار صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: "میری اُمَّت کے علما بنی اسرائیل کے اَنبیا کی طرح ہیں" نیز اس کا مطلب کیا ہے؟

جواب: جی ہاں! حدیث شریف ہے کہ عُلَمَاءُ اُمَّتِی کَاَنْبِیَاءِ بَنِیْ اِسْرَائِیْل یعنی میری اُمت کے علما بنی اسرائیل کے اَنبیا کی طرح ہیں۔[1] حضرتِ سَیِّدُنا نجم الدین غزی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ اپنی کتاب "حُسْنُ التَّنَبُّہ" میں اس حدیثِ پاک کی شرح بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اُمَّت کے عُلما شرعی اَحکام کو مقرر کرنے، لوگوں کو ان کی تاکید کرنے اور ان کا حکم دینے کے مُعاملے میں بنی اسرائیل کے اَنبیا کی طرح ہیں، حدیثِ پاک کا یہ مطلب ہر گز نہیں کہ اس اُمت کے علما مقام و مرتبے میں بنی اِسرائیل کے اَنبیا کی طرح ہیں بلکہ مقام و مرتبے میں تو بنی اسرائیل کے اَنبیا ہی بلند ہیں۔[2]

---

1 ...... المقاصد الحسنة، حرف العين، ص ۲۹۳، حديث: ۷۰۲ دار الكتاب العربي بيروت

یہ تو مدینہ مدینہ ہے، یہ تو مَکَّہ مَکَّہ ہے

سُوال: بعض اوقات دِل خوش کرنے والی بات پر فوراً کہتے ہیں کہ "یہ تو مدینہ مدینہ ہے" اور کسی جلال والی بات پر کہتے ہیں "یہ تو مَکَّہ مَکَّہ ہے" ایسا کہنا کیسا؟ (رُکنِ شوریٰ کا سُوال)

جواب: نَعُوْذُ بِاللّٰه! یہ نہیں کہنا چاہیے۔ یاد رکھیے! مَکَّہ شریف بھی بہت زیادہ فضیلت والا شہر ہے بلکہ حضرتِ سَیِّدُنا امامِ اعظم ابو حنیفہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کے نزدیک مَکَّہ ہی افضل ہے لیکن حضرتِ سَیِّدُنا امام مالک رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ نے مدینے کو افضل قرار دیا ہے اور اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ نے بھی اسی کو اِختیار کیا ہے۔[1] مَعَاذَ اللّٰه! اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ مَکَّہ شریف کی کوئی فضیلت نہیں، یوں تو اس کی بے ادبی ہو گی۔ کسی چیز کے پسند نہ آنے پر "مَکَّہ مَکَّہ" نہ کہا جائے کہ یہ بہت بڑی جرأت ہے اور اس کا بہت بڑی بے ادبی ہونا بھی ظاہر ہے۔

دُنیوی تعلیم کے شوق کے لیے وَظیفہ مانگنے پر مَدَنی پھول

سُوال: بعض طالبِ علم تعلیم میں کمزور ہوتے ہیں تو پڑھائی کے شوق کے لیے کچھ مَدَنی پھول بیان فرما دیجیے۔

جواب: دُنیوی تعلیم کے لیے سارے ہی کوششیں کر رہے ہیں۔ میڈیا، گھر اور مُعاشرہ سب ہی دُنیوی تعلیم کے پیچھے ہیں اس کے ساتھ بھاری فیسیں بھی ادا کر رہے ہیں، مہنگی مہنگی کتابیں خرید رہے ہیں بعض تو پڑھنے کے لیے بیرونِ ممالک بھی جاتے ہیں تو میں کیا مَدَنی پھول دوں، اِس حوالے سے اتنے سارے پھول لگے ہوئے تو ہیں۔ ہاں! دِینی تعلیم کے حوالے سے کافی کمزوری ہے حالانکہ دِینی تعلیم حاصل کرنے والوں کو کتابیں، کھانا اور رہائش وغیرہ سب مفت دیا جاتا ہے اس کے باوجود اس طرف لوگ نہیں آتے۔ یوں سمجھیے کہ 100 میں سے 99 فیصد لوگ دُنیوی تعلیم کی طرف جاتے ہیں

---

[1]...... دعوتِ اسلامی کے اِشاعتی اِدارے مَکْتَبَۃُ الْمَدِیْنَہ کی کتاب "ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت" کے صفحہ 237 پر ہے: **عرض:** حضور! مدینہ طیبہ میں ایک نماز پچاس ہزار کا ثواب رکھتی ہے اور مَکَّہ مُعَظَّمہ میں ایک لاکھ کا، اِس سے مَکَّہ مُعَظَّمہ کا افضل ہونا سمجھا جاتا ہے؟ **ارشاد:** جمہور حنفیہ کا یہ ہی مسلک ہے اور امام مالک رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ کے نزدیک مدینہ افضل اور یہی مذہب امیرُ الْمُؤمنین فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ کا ہے، اور یہی میرا مسلک ہے۔ صحیح حدیث میں ہے: نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم فرماتے ہیں: اَلْمَدِیْنَۃُ خَیْرٌ لَّھُمْ لَوْکَانُوْا یَعْلَمُوْنَ مدینہ اُن کے لیے بہتر ہے اگر وہ جانیں۔ (بخاری، کتاب فضائل المدینة، باب من رغب عن المدینة، ۱/۶۱۸، حدیث: ۱۸۷۵) دوسری حدیث نصِ صریح ہے کہ فرمایا: اَلْمَدِیْنَۃُ خَیْرٌ مِّنْ مَّکَّۃَ یعنی مدینہ مکہ سے افضل ہے۔ (معجم کبیر، باب الراء، عمرة بنت عبد الرحمن عن رافع، ۴/۲۸۸، حدیث: ۴۴۵۰ دار احیاء التراث العربی بیروت)

اور ایک فیصد بلکہ اس سے بھی کم دِین کی طرف آتے ہیں۔ شاید ایک ہزار پر کوئی ایک دِینی تعلیم کی طرف آتا ہوگا۔ ان لوگوں کو مَدَنی پھول نہیں بلکہ مدنی گلدستے بلکہ پورے پورے باغ دینے کی ضرورت ہے تاکہ یہ علمِ دِین حاصل کریں۔

حصولِ علم پر بیان کردہ فضائل صرف دِینی علم کے لیے ہیں

اَحادیثِ مُبارَکہ میں حصولِ علم کے جتنے بھی فضائل بیان کیے گئے ہیں وہ سب کے سب دِینی تعلیم کے لیے ہیں۔ ظاہر ہے علمِ دِین کے ذَریعے ہی اللہ پاک، نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور فرشتوں کے بارے میں عقائد معلوم ہوں گے اسی کے ذَریعے جنت اور دوزخ کے متعلق عقائد کا علم ہوگا بلکہ اسلام کے تمام بنیادی عقائد علمِ دِین سے ہی پتا چلیں گے، اس کے علاوہ بہت ساری چیزیں صرف علمِ دِین سے ہی حاصل ہوں گی۔ صرف دُنیوی تعلیم حاصل کرنے والوں کو یہ ساری معلومات کہاں ہوتی ہے بلکہ ان کے ٹیچرز کو بھی یہ معلومات نہیں ہوں گی لہٰذا علمِ دِین حاصل کیا جائے۔ جب دِین کے بارے میں کافی علم حاصل ہو جائے پھر دُنیوی تعلیم کی طرف آیا جائے لیکن فی زمانہ مسلمانوں کا سارا نظام ہی اُلٹا ہو گیا ہے ورنہ دورِ صحابہ میں مسلمان اپنے بچوں کو سورۂ ملک یاد کرواتے اور قبر کے سوالات و جوابات سکھاتے تھے لیکن اب تو خود ماں باپ کو یہ چیزیں نہیں معلوم ہوتیں وہ بچوں کو کیا سکھائیں گے، نہ ماں باپ کو اس کا علم ہے نہ نانا نانی کو نہ دادا دادی کو بلکہ اب تو تصور نہیں رہا کہ یہ چیزیں بھی کسی کو آتی ہوں نہ طالبِ علم اس بارے میں کچھ معلومات رکھتا ہے نہ ٹیچر نہ لیکچرار نہ پروفیسر نہ ڈاکٹر نہ مریض تو کون کس کو سکھائے گا؟ حالانکہ یہ چیزیں ہر مسلمان کو آنی چاہئیں لیکن عام طور پر مسلمانوں کو صحیح مسلمان کے معنیٰ بھی معلوم نہیں ہوتے۔ یہ تو اللہ پاک کا کرم ہے کہ ہم مسلمان گھرانے میں پیدا ہوئے ورنہ پتا نہیں کیا ہوتا؟ میری بات کا بُرا مت منائیے گا اور بُرا منانے والی بات بھی نہیں ہے۔

دُنیا چاند پر لیکن مولانا کی وہی پُرانی باتیں، کہنے والوں کو جواب

ہوسکتا ہے کسی کو میری باتیں بُری لگیں اور وہ کہے کہ دُنیا چاند پر پہنچ گئی ہے اور مولانا یہ کیا باتیں لے کر بیٹھا ہوا ہے؟ تو ایسی سوچ والوں سے یہی کہا جائے گا کہ میں مسلمان سے بات کر رہا ہوں۔ نَعُوْذُ بِاللہ! اگر تمہیں اسلام سے پیار نہیں تو میں تم سے کچھ کہہ بھی نہیں رہا۔ مجھے اُمید ہے کسی بھی مسلمان کو میری یہ باتیں بُری نہیں لگیں گی کیونکہ میں نے

اپنی ذات کے لیے بات نہیں کی بلکہ مسلمانوں کی آخرت کی بہتری کے لیے بات کی ہے لہٰذا بُرا ماننے کے بجائے خوش ہونا چاہیے کہ آپ کو کوئی بتا تو رہا ہے کہ کل آخرت میں کیا چیز کام آئے گی۔ یاد رکھیے! اِسلام اِنسان کو دُنیوی تعلیم یا مُعاملات سے منع نہیں کرتا بشرطیکہ وہ شریعت کے دائرے میں رہتے ہوئے ہوں، لہٰذا حلال روزی کمائی جائے۔ ماں باپ، بال بچوں کی خدمت کی جائے اور اپنے رہن سہن اور غذا کے لوازمات بھی کیے جائیں۔ ہر چیز کا ایک دائرہ کار ہے اور ہمیں شریعت کے دائرے سے باہر نہیں نکلنا۔

اقامت میں کب کھڑا ہوا جائے؟

سُوال: جماعت سے پہلے اقامت بیٹھ کر سننے کی فضیلت ہے مگر کیا پہلی صف کے لیے جلدی اُٹھا جا سکتا ہے یا بیٹھ کر ہی اقامت سنی جائے؟ (ایک ڈاکٹر صاحب کا سوال)

جواب: اقامت میں کب اُٹھنا ہے اس کی چار صورتیں ہیں: **پہلی صورت** یہ ہے کہ اقامت کے وقت مقتدی مسجد میں موجود ہو اور امام اپنے مصلے پر یا اس کے قریب ہو اور اقامت امام کے علاوہ کوئی اور شخص پڑھ رہا ہو تو امام اور مقتدی سب کے لیے حَیَّ عَلَی الْفَلَاح پر کھڑا ہونا سُنَّتِ مُسْتَحَبَّہ ہے۔ [1] اس صورت کو صرف سنَّت بھی کہہ سکتے ہیں اور صرف مُسْتَحَب بھی۔ زیادہ تر مساجد میں یہی صورت پائی جاتی ہے کہ امام صاحب مصلے پر آکر بیٹھ جاتے ہیں اور اقامت دوسرا شخص کہہ رہا ہوتا ہے لہٰذا اس وقت حَیَّ عَلَی الْفَلَاح پر کھڑا ہونا سنَّت ہے۔ نیز اگر یہی صورت ہو اور دورانِ اقامت کوئی مقتدی مسجد میں داخل ہو تو اسے چاہیے کہ مسجد میں جہاں تک پہنچا ہو بیٹھ جائے اور حَیَّ عَلَی الْفَلَاح پر کھڑا ہو۔ **دوسری صورت** یہ ہے کہ امام اپنے مصلے پر یا محراب کے قریب موجود نہ ہو بلکہ دورانِ اقامت پیچھے کی طرف سے آئے تو جس صف کے پاس امام پہنچے اس صف والے نمازی کھڑے ہو جائیں۔ **تیسری صورت** یہ ہے کہ امام اپنے مصلے پر یا محراب کے قریب نہ ہو بلکہ دورانِ اقامت سامنے سے آئے تو جیسے ہی امام پر مقتدیوں کی نظریں پڑیں وہ کھڑے ہو جائیں۔ **چوتھی صورت** یہ ہے کہ امام خود اقامت کہے اور مسجد میں موجود ہو، جب وہ اقامت سے فارغ ہو تو مقتدی کھڑے ہو جائیں۔ [2]

---

1 ...... تبیین الحقائق مع حاشیۃ الشلبی، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، ۱/ ۲۸۳ دار الکتب العلمیۃ بیروت

2 ...... فتاویٰ ہندیۃ، کتاب الصلوۃ، الباب الثانی فی الاذان، الفصل الثانی فی کلمات الاذان و الاقامۃ و کیفیتھما، ۱/ ۵۷ دار الفکر بیروت

فہرست

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نیک نمازی بننے کیلئے

ہر جمعرات بعد نمازِ مغرب آپ کے یہاں ہونے والے دعوتِ اسلامی کے ہفتہ وار سنّتوں بھرے اجتماع میں رضائے الٰہی کیلئے اچھی اچھی نیّتوں کے ساتھ ساری رات شرکت فرمایئے ❁ سنّتوں کی تربیت کے لئے مَدَنی قافلے میں عاشقانِ رسول کے ساتھ ہر ماہ تین دن سفر اور ❁ روزانہ ''فکرِ مدینہ'' کے ذریعے مَدَنی اِنعامات کا رسالہ پُر کر کے ہر مَدَنی ماہ کی پہلی تاریخ اپنے یہاں کے ذِمّے دار کو جمع کروانے کا معمول بنا لیجئے۔

میرا مَدَنی مقصد: ''مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اِصلاح کی کوشش کرنی ہے۔'' اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ۔ اپنی اصلاح کے لیے ''مَدَنی اِنعامات'' پر عمل اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کے لیے ''مَدَنی قافلوں'' میں سفر کرنا ہے۔ اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ

فیضانِ مدینہ، محلہ سوداگران، پرانی سبزی منڈی، باب المدینہ (کراچی)
UAN: +92 21 111 25 26 92 Ext: 2650 / 1144
Web: www.maktabatulmadinah.com / www.dawateislami.net
Email: feedback@maktabatulmadinah.com / ilmia@dawateislami.net